ایک انچ = ۲۵۰ میل
شمال
جنوب
شام
فارس
خلیج عمان
دبا
عمان
مدینہ
مکہ
تبالہ
نجران
صنعاء
حضرموت
زبید
عدن

تاریخ الرِّدَّۃ

جناب ڈاکٹر خورشید احمد فارق صاحب ۔ استاذ ادبیات عربی ۔ دلی یونیورسٹی ۔ دلی

(۱۵)

وُثیمہ بن موسیٰ نے (اپنی کتاب الرِّدَّۃ میں) ذکر کیا کہ رسول اللہؐ کی وفات پر جب اسلام سے انحراف کی آندھی چلی تو بکر بن وائل کے دل میں بغاوت کا سودا سمایا اور انھوں نے کہا: بخدا ہم بحرین کی حکومت (حیرہ کے سابق لخمی سلطان) نعمان بن منذر کے خاندان کو لوٹا دیں گے" اس ارادہ کی خبر کسریٰ کو ہوئی تو اُس نے بکر بن وائل کے اکابر کا ایک وفد بلایا، نعمان بن مُنذر کا لڑکا مُخارق جو غرور (فریب باز) کے لقب سے پکارا جاتا تھا، اُس کے پاس تھا، کسریٰ نے وفد سے کہا کہ مُنذر بن نعمان یعنی مُخارق کی قیادت میں جاؤ، میں اس کو تمہارا بادشاہ بناتا ہوں اور بحرین پر قبضہ کرلو، مُخارق کے ساتھ کسریٰ نے چھ ہزار سوار کردیئے، بعد میں کسریٰ مُخارق کے تقرر اور اس کے ساتھ چھ ہزار سوار بھیجنے پر نادم ہوا اور بولا: اس جوان کے باپ کو میں نے قتل کیا تھا (اور اس کے دل میں یقیناً انتقام کا جذبہ ہوگا) اُس کے ساتھ بکر بن وائل کے دستے ہیں، یہ نوعمر اور ناآزمودہ کار آدمی ہے، ہم سے غلطی ہوگئی!" کسریٰ نے اپنے ان تاثرات کی مُخارق کو خبر کرادی، مُخارق کو قدرتی طور پر ناگواری ہوئی اور اُس کا حوصلہ پست ہوگیا، کچھ دن بعد کسریٰ کو معلوم ہوا کہ مُخارق نے میرے بارے میں ایسی باتیں کی ہیں جن سے خلوص اور وفاداری ظاہر ہوتی ہے تو اس کی رائے مُخارق کی طرف سے بہتر ہوگئی اور اُس نے مجوزہ مہم نافذ کرنے کی اجازت دے دی اور ایک عرب سردار اَبجر بن جابر کو اس کی تقویت کے لیے ساتھ کردیا، اس کے بعد وثیمہ نے کافی لمبی تفصیلات پیش کی ہیں جن کے ضمن میں بہت سے شعر بھی آگئے ہیں، ہم ان سب کو چونکہ ان کی افادیت محدود ہے نظرانداز

کرتے ہیں۔ وثیمہ نے اپنے بیان میں یہ تصریح بھی کی ہے کہ بحرین میں جب مسلمان جیتے تو مخارق شام بھاگ گیا اور سرحد شام کے جفنی عرب رئیسوں کے پاس پناہ لی اور اپنی بغاوت پر نادم ہوا۔ بعد میں اس کے دل میں اسلام کا داعیہ پیدا ہوا اور وہ مسلمان ہو گیا، اسلام لاکر وہ کہا کرتا میں غَرور (فریب باز) نہیں بلکہ مغرور (فریب خوردہ) ہوں، سیف بن عمر نے اپنی فتوح میں لکھا ہے اور دار قطنی محدث نے بھی اس کا قول نقل کیا ہے کہ غرور کا نام سُوَیْد تھا، بحرین کی لڑائی میں عفیف بن مُتذر نے اس کو گرفتار کر کے امان دیدی تھی، پھر وہ اس کو ابوبکر صدیق رضؓ کے سالار علاء بن حضرمی کے پاس لائے اور کہا میں نے اسے امان دیدی ہے، علاء نے اس کا نام پوچھا تو عفیف نے کہا: اس کا نام غَرور ہے۔ علاء:- تم نے اہل بحرین کو خوب فریب کے سبز باغ دکھائے "۔ غرور:- میں غَرور نہیں مغرور ہوں (یعنی خود مبتلائے فریب) علاء کی دعوت پر وہ مسلمان ہو گیا، اور ھجر میں اقامت اختیار کرلی، غَروراس کا لقب تھا، نام نہ تھا۔

دَبا، اَزد اور عُمان کی بغاوت

عُمان کے بڑے شہر دَبا کے ازدی باشندوں کا ایک وفد اپنے اسلام کا اقرار کرنے رسول اللہؐ کے پاس آیا تھا، آپ نے اُن کے ایک معزز آدمی کو جس کا نام حُذیفہ بن یمان ازدی تھا محصلِ زکوٰۃ مقرر کر دیا، اس کو زکوٰۃ کا ضابطہ اور شرح لکھ کر دیدی اور حکم دیا کہ زکوٰۃ امیروں سے لے کر غریبوں میں تقسیم کی جائے، حُذیفہ نے ہدایت کے مطابق عمل کیا، غریبوں اور ناداروں کو دینے کے بعد جو زکوٰۃ بچی وہ انھوں نے رسول اللہؐ کو بھیجدی۔ آپ کی وفات پر اہلِ دبا نے زکوٰۃ روک دی اور باغی ہو گئے، حُذیفہ نے اُن کو ترغیب دی کہ توبہ کریں اور پھر اسلام کے وفادار بن جائیں، لیکن وہ نہ مانے، اُنھوں نے رسول اللہؐ کے حق میں بھی ناشائستہ الفاظ استعمال کیے، حُذیفہ نے کہا: صاحبو! آپ میرے ماں باپ کو بُرا کہہ لیجئے، لیکن رسول اللہؐ کی مذمت نہ کیجئے "، وہ باز نہ آئے اور یہ رجز پڑھی:

لے نقشہ دیکھئے۔

لقد أتانا خبر ردئ ؛ أمست قريش كلها نبي ؛ ظلم لعمر الله عبقري

ہمارے پاس ایک بری خبر آئی ہے اور وہ یہ کہ قریش کے سب لوگ نبی بن گئے ہیں۔ بخدا یہ تو بہت بڑا ظلم ہے

حذیفہ بن یمان نے اُن کی بغاوت اور بدتمیزی کا حال ابوبکر صدیق رضؓ کو لکھا تو وہ بہت برہم ہوئے اور بولے: ان کا بُرا ہو، کون ان کی خبر لے گا!" انھوں نے دبا کی مہم عکرمہ بن ابی جہل کے سپرد کی، عکرمہ کو رسول اللہ صؐ نے زیرین بنو عامر بن صعصعہ پر محصل زکوٰۃ مقرر کیا تھا، اُن کے انتقال پر بنو عامر کے تیور بدلے تو وہ وفادار عربوں کی ایک جماعت کے ساتھ (مدینہ کے جنوب مشرق میں پانچسو میل دور عدن کی شاہراہ پر نخلستان) تبالہ میں آکر مقیم ہو گئے۔ وہاں انھیں ابوبکر صدیق رضؓ کا یہ مراسلہ ملا، یہاں یہ بتا دینا مناسب ہے کہ عکرمہ سب سے پہلے افسر تھے جنھیں باغیوں کی گوش مالی کے لیے مقرر کیا گیا تھا:۔

"تمہارے ساتھ جو مسلمان ہوں اُن کو لے کر اہل دبا کی خبر لینے نکل جاؤ"

عکرمہ دو ہزار آدمیوں کے ساتھ روانہ ہو گئے، دبا میں بغاوت کا سرغنہ لقیط بن مالک تھا، جب اس کو عکرمہ کی پیش قدمی کا علم ہوا تو اُس نے ہزار جوان مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے بھیجے، عکرمہ کو خبر ملی کہ لقیط کی فرستادہ فوج بہت ہے تو انھوں نے ایک ہراول دستہ بھیجا اور لقیط کی فوج کی طرف سے بھی ایک دستہ آگیا، دونوں متصادم ہوئے، تھوڑی دیر لڑائی ہونے کے بعد دشمن ہار کر بھاگ گیا، عکرمہ کو فوراً اس کی خبر کی گئی اور وہ بعجلت تمام اپنے دستہ سے آملے اور اس کو ساتھ لیکر جنگی ترتیب کے ساتھ پسپا دشمن کے تعاقب میں نکل کھڑے ہوئے اور اسے جا لیا، لڑائی ہوئی جس میں دشمن نے پھر شکست کھائی، اُس کے بہت سے آدمی مارے گئے، باقی بھاگ کر لقیط بن مالک کے پاس پہنچے اور اس کو بتایا کہ عکرمہ فوج لئے چلے آرہے ہیں نیز یہ کہ مسلمانوں کا مقابلہ ان کے بس سے باہر ہے، اہل دبا کی ہزیمت اور کمزوری سے جو ان کے بہت سے سپاہیوں کے قتل اور گرفتاری سے رونما ہوئی تھی، حوصلہ پا کر (دبا میں رسول اللہ کے نمائندے) حذیفہ مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ اُس جگہ سے نکل آئے جہاں اپنی ناطاقتی کی وجہ سے جا چھپے تھے، لقیط کی فوج سے

اُن کی کچھ جھڑپیں ہوئیں، اس اثنار میں عکرمہ بھی آگئے اور حُذیفہ کے ساتھ ہو کر لڑنے لگے، دشمن کے سَو بااس کے لگ بھگ آدمی جب مارے گئے تو وہ میدان سے بھاگ پڑا اور دبا کے شہر پناہیں جاکر پناہ لی، مسلمانوں نے دبا کا محاصرہ کر لیا جو لگ بھگ ایک ماہ تک چلا، یہ زمانہ محصورین کے لئے بڑا سخت گذرا کیونکہ انھوں نے شہر میں محاصرہ کے خیال سے خورد نوش کا سامان جمع نہیں کیا تھا مجبور ہو کر انھوں نے حُذیفہ کے پاس صلح کی بات چیت کے لئے ایک سفیر بھیجا، حذیفہ نے کہا:- دو صورتوں میں سے کوئی ایک اختیار کر لو، جنگ یا ذلّت آمیز صلح، سفیر نے پوچھا: ذلت آمیز صلح کا کیا مطلب ہے، تو حُذیفہ نے کہا: اس کا مطلب یہ ہے کہ تم اس بات کی شہادت دو کہ ہمارے مقتول جنّت میں اور تمہارے دوزخ میں جائیں گے، اور تمہارا جو سامان ہم نے لیا ہے وہ ہمارا ہے اور ہمارا جو سامان تم نے لیا ہے وہ تم کو لوٹانا ہوگا، نیز یہ کہ ہم حق پر ہیں اور تم باطل پر ہو، اس کے علاوہ ہم جیسا چاہیں گے تمہارے ساتھ سلوک کریں گے۔ لقیط اور اس کی محصور فوج نے یہ شرطیں مان لیں، حُذیفہ نے محصورین سے کہا کہ نہتے ہو کر شہر پناہ سے باہر آجاؤ، وہ آگئے اور مسلمان شہر پناہ میں داخل ہو گئے، اس کے بعد حُذیفہ نے کہا: میں نے تمہارے اکابر کو قتل کرنے اور تمہارے بال بچّوں کو گرفتار کرنے کا فیصلہ کیا ہے" اس فیصلہ کے بموجب حُذیفہ نے سَو اکابر کو قتل کر دیا اور باقی لوگوں کو جن میں تین سَو بالغ جوان اور چار سو عورتیں بچّے تھے، گرفتار کر کے مدینہ لے گئے، عِکرمہ گورنر کی حیثیت سے دَبا میں مقیم ہو گئے۔

حُذیفہ قیدیوں کو لیکر مدینہ آئے تو صحابہ میں اس بارے میں اختلاف رائے ہوا کہ ان کے ساتھ کیا برتاؤ کیا جائے، زید بن ثابت (رسول اللہ صلعم کے سکریٹری) کہتے ہیں کہ ابو بکر صدیق رضی نے نو واردوں کو رملہ بنت حارث کے گھر میں ٹھہرایا، وہ مردوں کو قتل کرنا چاہتے تھے، عمر فاروق رض اس کے خلاف تھے وہ کہتے تھے: یہ لوگ مسلمان ہیں، انھوں نے روپیہ کی مامتا میں آکر زکوٰۃ روک لی تھی، قیدی بھی کہتے: بخدا ہم نے اسلام نہیں چھوڑا، ہم تو زکوٰۃ سے بچنا چاہتے تھے" ابو بکر صدیق رض یہ عذر ماننے کے لئے تیار نہ تھے (اس اختلاف رائے کی بنا پر کوئی کارروائی نہ کی گئی اور)

قیدی ابوبکر صدیق رضؓ کی وفات تک ربذہ کے گھر میں نظر بند رہے، عمر فاروق رضؓ نے خلیفہ ہو کر ان کو بُلایا اور کہا: میری رائے شروع سے تم کو چھوڑنے کی ہے، اب میں خلیفہ ہو گیا ہوں، تم آزاد ہو جہاں چاہو جا سکتے ہو، یہ لوگ بصرہ جا کر آباد ہو گئے، ان میں مشہور جنرل مہلّب کا باپ ابوصُفرہ بھی تھا، یہ اس وقت لڑکا تھا اور اُس نے بھی بصرہ میں سکونت اختیار کر لی۔

ابن عباس: مہاجر صحابہ کی رائے تھی کہ قیدیوں کو یا تو قتل کر دیا جائے یا بھاری زرِ مخلصی لیکر چھوڑ دیا جائے۔ عمر فاروق رضؓ قتل اور زرِ مخلصی دونوں کے خلاف تھے، اسی اختلاف رائے کی وجہ سے قیدیوں کا معاملہ معلق رہا، جب عمر فاروق خلیفہ ہوئے تو انھوں نے قیدیوں کو آزاد کر دیا عمر بن عبدالعزیز کی سند پر، ایک قول یہ ہے کہ عمر فاروق رضؓ نے ہر قیدی کے لئے چار سو درہم (دو سو روپے) زرِ مخلصی مقرر کیا تھا، لیکن بعد میں اُن کی رائے بدل گئی اور انھوں نے کہا:-

لا سباء فی الاسلام وھم أحرار۔ مسلمان عرب غلام نہیں رہ سکتے وہ آزاد ہیں۔ لیکن پہلی روایت زیادہ مشہور ہے، جب وہ لوگ گھر واپس آئے جن کو ابوبکر صدیق رضؓ نے دبا کی بغاوت فرو کرنے بھیجا تھا تو انھوں نے ہر ایک کو پانچ پانچ دینار (۲۵ روپے) دیئے۔

صنعاء یمن کی بغاوت

رسول اللہؐ کے عہد میں اسود بن کعب عنسی نے یمن میں نبوّت کا دعویٰ کیا اور بہت سے لوگ اس کے پیرو ہو گئے، اُس نے کسریٰ کے گورنر یمن باذان فارسی کی بیوی مرزبانہ سے شادی کر لی یہ مرزبانہ ایک بڑے فارسی گھرانے کی خاتون تھی، اسود نے اس کے خاوند کو مار کر زبردستی اس سے نکاح کر لیا تھا، اس لئے وہ اس سے سخت متنفر تھی، نجران[1] کے مسلمان عربوں کو جن کا تعلق حارث بن کعب کے قبیلہ سے تھا اسود کی نبوت کا حال معلوم ہوا تو انھوں نے اُسے اپنے علاقہ میں آنے کی دعوت دی، اُس نے دعوت قبول کر لی اور وہ جب آیا تو بنو حارث نے اس کو نبی مان لیا اور اسلام سے باغی ہو گئے۔ ایک قول یہ ہے کہ اسود جب بنو حارث کے علاقہ میں داخل ہوا

---

[1] نقشہ دیکھئے۔ [2] نقشہ دیکھئے۔

تو یمن کے ہزاروں آدمی جو اس کو نبی مانتے تھے، اس کے ہم رکاب تھے، اسود غمدان کے تاریخی محل میں زو کش ہوا اور اپنی دعوت شروع کی، قبائل نخع اور جعفی کے ایک متنفس نے بھی اس کی بات نہ مانی، البتہ زبید مذحج، بنو حارث، زدہ اور حکم کے بہت سے لوگ اس کے پیرو ہو گئے، اسود کچھ دن نجران میں ٹھہرا، پھر اس کی رائے ہوئی کہ صنعاء چلا جائے جو اس کو اپنے مقاصد کے لئے نجران سے زیادہ بہتر نظر آیا، وہ بنو حارث کے چھ سو نوجوانوں کو ساتھ لے کر صنعاء آ گیا (یہاں کے فارسی حکمراں طبقہ) اَبناء نے اس کی نبوت تسلیم نہیں کی، اس نے اپنی مسلح اور جوشیلی فوج کی مدد سے ابناء کو سیاسی اقتدار سے محروم کر کے صنعاء پر قبضہ جما لیا اور چونکہ اَبناء (اسلام کے وفادار) اور اُس کی نبوت کے منکر تھے اُس نے ان کے ساتھ دوسری بدسلوکیاں بھی کیں، ان حالات میں رسول اللہؐ نے ایک ازدی کو اور دوسرا قول ہے کہ ایک خزاعی کو جس کا نام وبر بن یحنس تھا، اپنا نمائندہ بنا کر اَبناء کے پاس بھیجا، وہ بھیس بدل کر صنعاء آیا اور (اَبناء کے بڑے لیڈر) ذاذویہ کے پاس ٹھہرا، ذاذویہ نے اس کو اپنے ہاں چھپا لیا، اس کی تحریک پر اَبناء نے اسود کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا، چند سیاسی اکابر نے اس منصوبہ کو نافذ کرنے کا بیڑہ اُٹھایا، جیسے قیس بن مکشوح مُرادی، فیرُوز دیلمی، ذاذویہ اَبناوی، مرزبانہ (گورنر یمن باذان کی بیوی جس کو قتل کر کے اسود صنعاء پر قابض ہوا تھا) پہلے ہی سے خار کھائے ہوئے تھی، اُس نے ان اکابر سے ایک دن مقرر کیا، یہ لوگ اس دن اس کے محل پہونچ گئے، مرزبانہ نے اسود کو اتنی شراب پلائی کہ وہ مدہوش ہو گیا، نشہ سے چور ہو کر گرا اور پڑ کر سو گیا، فیرُوز، قیس بن مکشوح اور اُن کے ساتھی محل میں داخل ہوئے تو اسود پروں بھرے ایک بڑے گدے میں دھنسا پڑا تھا، فیروز کو اندیشہ ہوا کہ اگر انھوں نے تلوار چلائی تو وہ کام نہ کرے گی (کیونکہ پروں بھرے گدے میں اسود ایسا دھنس گیا تھا کہ تلوار چلانے کا ڈھب نہ تھا) اس لئے انھوں نے اس کذاب کے سینہ پر اپنا گھٹنا رکھا اور سر پکڑ کر اس کا چہرہ جو پیٹھ کی طرف مڑا ہوا تھا سیدھا کیا، اور قیس نے اشارہ پا کر اسود کا سر کاٹ لیا اور پبلک کے سامنے پھینک دیا، اسود کے متبعین کی کمر ٹوٹ گئی اور اُن

عزت وعظمت خاک میں مل گئی۔ قیس بن مکشوح نے ایک عام جلسہ میں تقریر کی اور کہا اسود جھوٹا تھا، اُس نے (نبوت کا دعویٰ کرکے) خدا پر افترا پردازی کی اور آخر کار اس کا خمیازہ بھگتا۔ اس نے رسول اللہؐ کو سراہا اور اُن کے نبی برحق ہونے کا اعتراف کیا، اسود کے قتل کی خبر رسول اللہؐ کو بسترِ علالت پر پہونچی، جب اُن کی زندگی کا چراغ ٹمٹما رہا تھا، وہ خوش ہوئے اور صحابہ سے فرمایا:۔ اسود کو ایک مرد صالح فیروز دیلمی نے قتل کر دیا!"

(ابناء کے لیڈر) فیروز اور ذاذویہ نے حکومت کی باگ ڈور قیس بن مکشوح کے سپرد کردی، وہ صنعاء اور اس کی عملداری کا حاکم ہوگیا، یہاں اس وقت اسود کی بہت سی فوج موجود تھی، اہلِ صنعاء کو جب رسول اللہؐ کی وفات کا علم ہوا تو قیس ابناء اور شہر کے اکثر لوگ اسلام پر قائم رہے لیکن اسود عنسی کے فوجی لیڈروں نے بغاوت کی ٹھانی، اس کے کچھ عرصہ بعد قیس بن مکشوح کو فیروز اور ذاذویہ سے اندیشہ ہوا کہیں یہ اسے حکومت سے بے دخل کرکے صنعاء پر خود قابض نہ ہوجائیں، اس لئے اُس نے دونوں کو دھوکہ سے قتل کرنے کا تہیہ کرلیا، اُس نے ابناء کے ان بڑے لیڈروں کی دعوت کی، جب دعوت کھانے ذاذویہ اس کے محل آئے تو اُس نے انھیں اچانک قتل کر دیا، اُن کے بعد فیروز آئے لیکن قبل اس کے کہ قیس کی غدار تلوار اُن کے ٹکڑے کردے کسی نے اُن کو خطرہ سے آگاہ کر دیا اور وہ بھاگ کر ابوبکر صدیقؓ کے پاس چلے گئے[1] قیس مدینہ کی وفاداری ترک کرکے خود مختار ہوگیا اور ابناء (فارسی حکمراں طبقہ) کو صنعاء سے نکالدیا، صرف جوار کے ضلع میں اُن کے کچھ خاندان رہ گئے، شعبی کہا کرتے تھے:۔ اگر خدا کے بعد کسی کو سجدہ کرنا درست ہوتا تو یمن کے دو شخص اس قابل تھے کہ ان کو سجدہ کیا جائے۔ ایک سیف بن ذی یزن جس نے حبش کی عیسائی حکومت کا تختہ اُلٹا اور دوسرے قیس بن مکشوح جس نے یمن میں ابناء کے فارسی اقتدار کی جڑ کاٹی۔

خالد بن سعید بن عاصؓ کو جو اس وقت قبیلۂ مُراد کی اراضی میں تھے، صنعاء میں قیس کی بغاوت کی اطلاع ہوئی تو انھوں نے بے درنگ صنعاء کا رُخ کیا اور اُس کی عملداری میں داخل ہوگئے۔

---

[1] زیادہ مشہور اور غالباً صحیح رائے یہ ہے کہ فیروز نے بعض یمنی قبیلوں کے پاس جو رشتہ میں اُن کے ماموں تھے جاکر پناہ لی اور وہاں سے ابوبکر صدیقؓ کو خط کے ذریعہ حالات سے مطلع کیا اور مدد طلب کی۔

فیروز نے اُن سے قیس کی غداری کی شکایت کی اور پناہ طلب کی، خالدؓ نے اپنا ایک نمائندہ قیس کو گرفتار کرنے بھیجا، جب وہ قیس کو اپنی حراست میں لئے صنعار کے قریب پہونچا تو قیس اُسے دھوکہ دیکر بھاگ نکلا اور خالدؓ کے پاس آکر کہا: ایک شخص جس نے جاہلی زمانہ میں جُرم کئے ہوں، مسلمان ہوکر تمہارے پاس آجائے تو وہ کس برتاؤ کا مستحق ہے؟" خالد بن سعیدؓ نے کہا: اُس کے قبل از اسلام جرائم نظرانداز کردیئے جائیں گے"۔ یہ سُنکر قیس نے اسلام کی وفاداری کا پھر حلف لے لیا۔ وہ خالدؓ بن سعیدؓ کے ساتھ علار(؟) گیا، مسجد میں فیروز موجود تھے' ان کو دیکھ کر قیس نے کہا: کیا تمہیں خالد بن سعید سے کچھ کہنا سننا ہے؟ اس سوال نے فیروز کا حوصلہ پست کردیا' وہ خالدؓ سے ملے اور کہا: مجھے قیس سے پناہ دیجئے"

یمن میں یہ حالات تھے کہ ابوبکر صدیقؓ نے عکرمہ بن ابی جہل کو جو اس وقت عمان کی سرزمین میں تھے یہ خط لکھا:-

" بلاد مہرہ[1] میں بغاوت فروکر کے صنعار پہنچو اور قیس بن مکشوح کو گرفتار کرکے میرے پاس بھیجدو"

اس فرمان کے مطابق عکرمہ، عُمان سے مہرہ پہنچے اور وہاں کے باغیوں کو مارتے اور قید کرتے آگے بڑھ گئے، مہرہ میں جہاں جہاں ان کا گذر ہوتا' وہاں کے باشندے اُن سے جنگ کرتے' وہ لڑتے، قتل و گرفتار کرتے، اسلام کا حلقہ بگوش بناتے' قیدیوں کو مدینہ بھیجتے' اور پھر آگے بڑھ جاتے' اس طرح بغاوت کا قلع قمع کرتے وہ صنعار آپہنچے اور قیس سے ملے، قیس کو کچھ خبر نہ تھی کہ ابوبکر صدیق رضہ نے اس کے بارے میں کیا حکم دیا ہے، عکرمہ نے اس کو پکڑ لیا اور ایک رسی میں بندھوا کر ابوبکر صدیقؓ کے پاس بھیجدیا، قیس جب خلیفہ کے سامنے حاضر ہوا تو انھوں نے کہا: " تم ہی ذاذویہ کے قاتل ہو!" قیس نے قسم کھائی کہ میں نے نہ تو قتل کیا اور نہ ذاذویہ کے قاتل سے واقف ہوں' اس نے درخواست کی کہ مجھے جہاد پر بھیجدیجئے۔ ابوبکر صدیق رضہ کے حکم سے وہ اپنے قبیلہ مذحج کو لیتے یمن لوٹا اور اُن کو جہاد کی دعوت دی' وہ خوشی خوشی اس کے ساتھ مدینہ آگئے اور وہاں سے ان فوجوں میں ضم ہوگئے۔ جو

[1] نقشہ دیکھئے۔

ابوبکر صدیق رضؓ نے شام کو بھیجی تھیں' یہ ہے شام میں بنو مذحج کے پہلے داخلہ کی شان نزول۔

اس اثنار میں اصغر عکّی اپنی قوم کے وفادار مسلمانوں کو (ابوبکر صدیق رضؓ کے حکم سے) لیکر نکلے اور بنو حارث (نجران) کے باغیوں کی سرکوبی کے لئے نجران آئے' اصغر کو دیکھکر بنو حارث بغیر لڑے اسلام کے وفادار ہو گئے' اصغر نجران میں ٹھیر گئے اور آس پاس کے علاقوں میں پھر اسلامی حکومت قائم کی۔

جب صنعار میں یہ تقلبات ہو رہے تھے' ابوبکر صدیق رضؓ نے مہاجر بن امیہؓ کو صنعار پر فوج کشی کا حکم دیا اور ہدایت کی کہ راستہ میں قبیلہ مُضر کے عربوں کو لام پر جانے کی دعوت دیں اور اُن کو اپنے اور اپنے بال بچوں کے خرچ کے لئے روپیہ دیں جو ابوبکر صدیق رضؓ نے ان کے ساتھ کیا تھا' مہاجر نے مدینہ سے صنعار کا رُخ کیا' مہاجر و انصار کا ایک دستہ بھی اُن کی فوج میں تھا' نجران پہونچے تو وہاں اصغر عکّی موجود تھے' چند دن قیام کے بعد اُنھوں نے صنعار پر چڑھائی کی' اس وقت ان کے ساتھ کافی بڑی فوج تھی' راستہ میں اُن کا مقابلہ اسود عنسی کے بعض سالاروں سے ہوا (جو ہنوز باغی تھے)' مہاجر نے اُن کے آنے جانے کے سب راستوں پر پہرہ بٹھا دیا اور پھر ایسا دبایا کہ وہ ایک جنگل میں گھس پڑے اُن کے کافی سپاہی مارے گئے اور قید ہوئے' قیدیوں کو لیکر وہ صنعار چلے گئے۔

یمن کے جنوبی ضلع زبیدؔ کے عرب بھی باغی ہو گئے تھے' اُن کا ایک لیڈر عمرو بن معدیکرب تھا' وہاں کے ضلعدار خالد بن سعید بن عاص مُراد اور مذحج کے وفادار مسلمانوں کے ساتھ باغیوں سے لڑنے نکلے' لڑائی میں باغی ہار گئے' اُن کی کچھ عورتیں مسلمانوں کے ہاتھ آئیں' اُن میں عمرو بن معدیکرب کی بیوی حلالہ بھی تھی' یہ بے حد حسین تھی' اس لڑائی میں عمرو بن معدیکرب شریک نہیں ہوا تھا' خالدؓ جیتے تو زبید کے باغیوں نے کہا: ہم اسلام پر قائم رہنے کا عہد کرتے ہیں ہمارے خلاف مزید کارروائی نہ کیجئے'' خالد بن سعیدؓ نے انھیں معاف کر دیا' باغی مسلمان ہو گئے یہ خبر عمرو بن معدیکرب کو ہوئی تو وہ آیا اور خالدؓ کے کیمپ کے نزدیک اُترا' جب رات ہوئی تو وہ

لے نقشہ دیکھئے۔

نکلا اور بڑی حکمتوں سے حُلالہ کے پاس پہنچ گیا اور اُس سے پوچھا: خالد نے تمہارے ساتھ کیا کیا؟ حُلالہ: اُنھوں نے میرے ساتھ کوئی نامناسب حرکت نہیں کی بلکہ بڑے احترام سے پیش آئے " عمرو بن مَعدِیکرِب: "کیا وہ تم سے ہمکنار بھی ہوئے؟" حُلالہ: خدا کی قسم نہیں، اُن کا مذہب اس کی اجازت کب دیتا ہے!" عمرو: کعبہ کی قسم، جو مذہب تم جیسی حسینہ کے قریب آنے سے روکے وہ یقیناً سچا ہے!" صبح ہوئی تو عمرو بن مَعدِیکرِب خالد بن سعیدؓ کے آیا اور کہا: "حلالہ کے بارے میں آپ نے کیا سوچا ہے؟" خالد: وہ مسلمان ہو چکی ہے، اگر تم بھی ہو جاؤ گے تو میں اس کو تمہارے حوالہ کر دوں گا" عمرو مسلمان ہو گیا اور حلالہ اسے مل گئی۔ خالد بن سعید کی مدینہ واپسی کے کچھ عرصہ بعد عمرو بن مَعدِیکرِب بھی وہاں پہنچ گیا اور خالدؓ سے اُن کے گھر جاکر ملا اور کہا: مجھے اپنی تلوار صمصامہ سے بہتر کوئی چیز نظر نہیں آتی جو حُلالہ کی باحرمت واپسی پر آپ کی نذر کروں" یہ کہہ کر اُس نے گردن سے تلوار اُتار دی، خالدؓ نے اُسے قبول کر لیا، اس موقع پر عمرو نے یہ شعر کہے:-

وَهبتُ لخالدٍ سیفی ثوابًا — علی الصمصامة السّیفِ السّلام

خلیلٌ لم أخُنه ولم یَخُنّی — ولکن التواهبَ فی الکرام

خالد کو اُن کی عنایت کے عوض میں نے اپنی عزیز تلوار صمصامہ دیدی، خدا ہمیشہ ان کو سلامت رکھے، وہ میری عزیز دوست تھی، جس نے ہمیشہ دوستی کا حق ادا کیا، جس طرح میں نے اس کی دوستی نبھائی، لیکن شریف آدمی اپنی عزیز ترین چیزوں کو بھی تحفے میں دے ڈالتے ہیں۔

ضروری درخواست

جنوری ۱۹۶۱ء سے خریداران بُرہان کے پتوں کی نئی چٹیں طبع کی گئی ہیں جس کی وجہ سے نمبروں کی تبدیلی ناگزیر ہو گئی ہے۔ ازراہِ کرم نئے نمبر نوٹ فرمالیں۔ اگر پتہ میں کوئی غلطی واقع ہو گئی ہو تو مطلع فرمادیا جائے تاکہ فوری اصلاح کر لی جائے۔